



سوال

(52) جس زرعی زمین کی نہر سے آبپاشی کی جائے لے۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جس زرعی زمین کی نہر سے آبپاشی کی جائے، اس زمین کی پیداوار کا انحصار نہر کے پانی پر ہو، اور اس پانی کا معاوضہ آبپاشی کے پانی کی شکل میں حکومت وصول کرتی ہو، اور ہر بند و بست پر حکومت اس آبپاشی کی شرح میں اضافہ کرتی جاتی ہو، اور اس آبپاشی کے ساتھ مختلف قسم کے ٹیکس مثلاً مہاجر ٹیکس، ترقیاتی ٹیکس بھی وصول کرتی ہو، کیا اس صورت میں نہری زمینوں کی پیداوار میں عشر ادا کیا جائے یا نصف عشر؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اقول وباللہ التوفیق! نہری زمین کی پیداوار میں عشر دیا جائے یا نصف عشر، یہ سوال غالباً اس لیے پیدا ہوا ہے کہ بعض احادیث میں نہری زمینوں میں سے عشر ادا کرنے کا حکم ہے، اور انہی احادیث میں جہاں ”انہار“ میں عشر کا ذکر ہے، ان میں بارانی زمینوں کا بھی ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں بارانی زمینوں اور نہری زمینوں دونوں کے لیے یکساں حکم ہے کہ ان کی پیداوار میں سے عشر ادا کیا جائے، اور اسی بنا پر مسائل کو سال کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ بارانی زمینوں میں زمین کو سیراب کرنے کے لیے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی نہ کسی قسم کا خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے، اور آج کل کی نہری زمینوں میں تو کوئی قسم کے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں، اور اپنی زمینوں تک پانی لانے کے لیے چھوٹے کھالے کھودنے پڑتے ہیں، پھر آبپاشی اور آبپاشی کے ساتھ کسی قسم کے ٹیکس دینے پڑتے ہیں، ایسی حالت میں بارانی زمینوں اور نہری زمینوں کا حکم ایک کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے لفظ ”الانہار“ کی تشریح کی جائے، تاکہ واضح ہو سکے کہ اس زمانہ میں انہار کی یہی صورت تھی جو آج کل ہے، یا اس سے مختلف تھی، قاضی القضاة امام ابو یعلیٰ (متوفی ۵۸ھ اپنی مشہور تصنیف الاحکام السلطانیہ) میں فرماتے ہیں کہ نہریں تین طرح کی ہوتی ہیں۔

((احدہا ما اجراه اللہ تعالیٰ من کبار الانہار التي لم یحضرها الادمیون))

”ایک قسم نہری یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے جاری کر رکھا ہے، اور انسانوں کی محنت کو اس نہر کے تیار کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے۔“
جیسا کہ جلد اور فرات ((القسم الثانی ما اجراه اللہ من صغار الانہار فو علی ضربین)) ”یعنی دوسری قسم وہ چھوٹی نہریں ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جاری کر رکھی ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں۔“

قسم اول: ... یہ کہ اس قسم کی نہروں میں پانی اس قدر کافی ہے کہ بغیر روکنے یعنی بند لگانے کے اس علاقہ کی زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے کافی ہے، ہر ایک زمیندار اپنی زمین کو سیراب کرنے کے لیے بقدر ضرورت پانی لے سکتا ہے، کسی کا کسی دوسرے سے تعارض نہیں۔

قسم دوم: ... یہ کہ ان قدرتی نہروں میں پانی کافی مقدار میں نہیں آ رہا، جب تک اس علاقہ کا پہلا زمیندار پانی روک کر اتنا نہ جمع کر لے کہ اس کی زمین سیراب ہو سکے، اس وقت تک دوسرا



زیندار اپنی زمین کو سیراب نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ زیندار باری باری اپنی زمینیں سیراب کریں۔
یہ دونوں قسم کی نہروں کی وہ جو قدرتی نہریں ہیں، ہر ایک ان نہروں سے بغیر کسی قسم کے اجرت یا معاوضہ یا قیمت ادا کرنے کے پانی حاصل ہو سکتا ہے، اور اپنی زمین کو سیراب کر سکتا ہے۔

تیسری قسم نہر: ... فرماتے ہیں:

((ما احتضره الادميون من الارضين فيكون النهر بينهم ملكا مشتركا))

”وہ نہر جسے اس علاقہ کے لوگوں نے خود نکالا ہے، یہ نہر اس علاقہ کے زینداروں میں مشترک ہوگی۔“
سب اس کے مالک ہوں گے۔

اس تفصیل کے ذکر کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ احادیث میں بارانی زمینوں کے ساتھ جن نہری زمینوں کا ذکر ہے، یہ وہ نہریں ہیں جو انسانوں نے نہیں کھودیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کا انعام ہے، پس جس طرح بارش سے زمین سیراب کرنے والے کو کسی قسم کی محنت نہیں کرنی پڑتی، اور نہ کسی قسم کا معاوضہ دینا پڑتا ہے، اس طرح قدرتی نہروں سے سیراب کرنے میں کوئی خاص محنت نہیں کرنی پڑتی، اور نہ کسی قسم کا معاوضہ ادا کرنا پڑتا ہے، اس لیے ایسی زمینوں میں عشر ہے۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر امام نووی شرح مہذب میں کسی قدر تفصیل سے لکھتے ہیں، فرماتے ہیں: پھوٹی نہریں، اور کھالے، جو بڑی نہر سے کھود کر نکالے جائیں، اس میں عشر ہے، یہ مشہور قول شافعی کا ہے، اس کے بعد شیخ الواسل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ پھوٹی نہر جو زیندار خود کھود کر بڑی نہر سے لائیں، اس سے سیراب شدہ زمین سے نصف عشر ہے، اور صاحب تہذیب سے اس کی ایک تشریح یوں نقل کرتے ہیں، کہ اگر پھوٹی نہر یا کھالا یا سب سے کہ ہر سال اس پر محنت کرنی پڑتی ہے، مٹی یا ریت سے اٹ جاتا ہے، اور اسے کھود کر اسے صاف کرنا پڑتا ہے، تو اس میں نصف عشر ہے، اور اگر ایک دفعہ نہر کھودنے کے بعد کوئی خاص محنت نہیں کرنی پڑتی تو اس میں عشر ہے۔
واضح رہے کہ یہ تمام تفصیلات اس صورت کی ہیں کہ زیندار خود بڑی نہر سے پھوٹی نہر سے کھولیتے ہیں، اور اگر کسی دوسرے کی نہر ہو اور اس سے پانی قیمتاً خرید جائے، تو اس کے متعلق امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

((قال ابن كج ولو اشترى ما اوستى به وجب نصف العشر)) (صفحہ: ۲۶۲ جلد ۵)

”اگر پانی خرید کر زمین سیراب کرے، تو اس میں نصف عشر یعنی یسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔“

کتب فقہ حنفیہ میں بھی اس کا ذکر آتا ہے، صاحب درمختار میں لکھتے ہیں، کہ نصف عشر واجب ہے، جس زمین کو بڑے ڈول سے یا پھوٹے ڈول سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جائے، اس کے بعد لکھتے ہیں، اور کتب شافعیہ میں ہے، اگر قیمتاً خرید کر زمین سیراب کی جائے، تو اس میں نصف عشر ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں، ہمارے قواعد اس کے خلاف نہیں ہیں، عبارت یوں ہے:

((وفي كتب الشافعية اوستاه بماء اشتراه وقواعنلاتاباه)) (ص ۵۵ جلد ۲)

صاحب ردالمختار اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

((لان العتقني العدل عن العشر الى نصفه في سقي غرب وداليه هي زيادة الكفة وهي موجودة في شراء للماء))

اس سے معلوم ہوا کہ نہر کا پانی خرید کر زمین سیراب کرنے سے صورت بدل جاتی ہے، اس لیے اس کا حکم مختلف ہے، آج کل نہریں حکومت تیار کرتی ہے، اور اس پر لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرتی ہے، اور آبیانہ معقول شرح کے ساتھ زینداروں سے وصول کرتی ہے، اور ہر بند و بست کے ساتھ آبیانہ کی شرح میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس لیے ظاہر ہے کہ ایسی نہری زمینوں کو پانی قیمت یا معاوضہ کے ساتھ حاصل کرنا پڑتا ہے، اس لیے ہمارے ملک کی نہروں سے سیراب ہونے والی زمینوں کا حکم وہ نہیں ہو سکتا، جو بلا معاوضہ و بلا قیمت ادا کئے، قدرتی نہروں کے پانی سے سیراب ہونے والی زمینوں کا ہو سکتا ہے۔

اس حوالہ کی تحقیق کے مطابق ہمارے ملک کی وہ زمین کو سرکاری نہری پانی سے سیراب ہوتی ہے، اس میں نصف عشر یعنی یسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے، واللہ اعلم وعلما: اتم۔

(العبد المذنب الراجي لرحمة ربه الودود (مولانا) محمد داؤد غزنوی) (الاعتصام جلد ۹ نمبر ۲۵ صفحہ ۹)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب



فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 7 ص 137

محدث فتویٰ